International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com/
E-mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

توبہ و استغفار: قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں ذہنی سکون کا منبع

1. **Muhmmad Akram Hureri**
   Research Associate
   University of Malaya, Malaysia
   Email: mahurary@gmail.com
2. **Muhammad Sohail Khadim**
   M. Phil Scholar
   International Islamic University Islamabad

To cite this article:

Muhammad Akram, Hureri "توبہ و استغفار: قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں ذہنی سکون کا منبع" International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 1, Issue No. 1 (July 1, 2019) Pages (28–38)

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 1 || July - December 2019 || P. 28-38
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/توبہ-و-استغفار-قرآن-کریم-کی-تعلیمات-کی/
Journal homepage	www.islamicjournals.com
Published online:	01 July 2019
License:	© Copyright Islamic Journals 2019 - All Rights Reserved.

By

Muhmmad Akram Hureri and Muhammad Sohail Khadim

ABSTRACT:

It is evident from the teaching of Quran & Sunna, Allah SWT accepts the repentance of His servants. The concept of repentance is according to synthesis of human nature. As a matter of fact, the commission of sins is deep rooted into the human nature and except the messengers of Allah SWT, who are by their nature immaculate and impeccable, all the human beings commit the sins in one form or the other. However, the countless mercy of

Allah SWT is showered upon the servants in the shape of "tauba" or repentance. The concept of repentance infuses a new life into the sinful soul of human being. The tauba or seeking forgiveness of Allah SWT revitalizes the enthusiasm of worship in the Muslim. The concept of the acceptance of tauba provide the peace of mind, consolation and satisfaction of heart to the believers. It enables him to reconnect himself to his Lord. Once a person realizes the forgiveness of Allah SWT, he feels a unique tranquility in his heart. This paper will investigate the multiple verses of Quran and Prophetic Sunna concerning the tauba and istaghfar, and how it helps us to attain the peace of mind and acquire satisfaction of heart.

Key words: Repentance, Istaghfar, Sins, Forgiveness, Mind satisfaction

توبہ و استغفار: قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں ذہنی سکون کا منبع

انسان ہمیشہ اس چیز پر خوش اور پر سکون رہتا ہے جو اس کی فطرت میں شامل ہے۔ انسان کے لیے خوش گوار موسم ہونا فطرت ہے، ایسا موسم ملے تو خوش ہو گا۔ کھانا پینا اس کی فطرت ہے، مناسب کھانا پینا ملتا رہے گا تو خوش رہے گا جسم کے تمام اعضاء کا درست ہونا فطرت ہے، درست ہونگے تو خوش رہے گا صحت و تندرستی کا ہونا فطرت ہے، یہ نعمت ہو گی تو پر سکون ہو گا۔ نیکی کرنا اس کی فطرت ہے، کرتا رہے گا تو پر سکون رہے گا۔ اگر نیکی کے برعکس گناہ کا شکار ہو گا تو ہو سکتا ہے کہ وقتی طور پر سکون ہو مگر بے سکونی اسکا مقدر بن جایا کرتی ہے۔ بعینہ خوش گوار موسم، کھانا پینا اور صحت و تندرستی جب نہیں ہوتی تو بے سکون و بے چین ہو جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے نیکی اور گناہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

"الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاس"[1]

(نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ یہ ہے کہ جو تیرے دل میں کھٹکا (بے سکونی) پیدا کر دے۔ اور تو نہ پسند کرے کہ اس (گناہ والے فعل) کی لوگوں کو خبر ہو)۔

حدیث کریمہ کی رو سے گناہ سب سے پہلے ضمیر کو جگاتا ہے۔ کہ کوئی الٹ کام ہونے والا ہے یا ہو رہا ہے اور دوسرا فکر یہ لگ جاتا ہے کہ اب یہ غلط کام تو ہو گیا ہے کہیں لوگوں کو پتا چل گیا تو میری مزید رسوائی ہو گی۔ گناہ کی وجہ سے جو بے چینی اور بے سکونی پیدا ہو چکی ہے وہ اسی صورت میں ختم ہو سکتی ہے کہ دوبارہ نیکی کی طرف رجوع کیا جائے۔ اور گناہ کے بعد نیکی کی طرف رجوع کرنا توبہ تائب ہونا ہے قرآن کریم میں اللہ کریم فرماتے ہیں:

---

[1] ۔ صحیح مسلم، أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري،(المتوفى : ھ261)، : دار الجيل ببيرت ، سنہ1334ھ۔، كتاب البر و الصلہ والاداب، باب البر والاثم، ح 2553

﴿ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓىِٕكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝١٧ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓي اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَھُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰٓىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴾[2]

(توبہ قبول کرنا اللہ تعالی کے ذمہ ہے وہ ان لوگوں کے لیے ہے جو لاعلمی سے کوئی گناہ کر بیٹھیں پھر قریب وقت میں توبہ کر لیتے ہیں سو ایسوں پر اللہ تعالی توجہ فرماتے ہیں اور اللہ تعالی خوب جانتے ہیں، حکمت والے ہیں، اور اللہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں کرتا جو برابر گناہ کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت آ کھڑی ہو تو وہ کہنے لگے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں)۔

اس کی تفسیر میں ایک مفسر رقم طراز ہیں:

"قرآن کی لطافت و بلاغت یہ ہے کہ قانون اور سزا کو محض ضابطے کے طور پر نہیں بلکہ اسے نصیحت اور خیر خواہی کے طور پر بیان اور نافذ کرتا ہے۔ بدکار لوگوں کی سزا کا ذکر کرنے کے فوراً بعد توبہ کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ جہالت سے سرزد ہونے والے گناہ کے فوراً بعد توبہ کریں گے ان کی توبہ ضرور قبول فرمائے گا"۔ [3]

جہالت میں گناہ کر بیٹھنا، اس سے متعلقہ تعریف سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ کے شاگرد سے بیان کرتے ہیں کہ

"حضرت عکرمہؒ فرمایا کرتے تھے جو کام بھی اللہ کی تابعداری سے خارج ہو وہ جہالت تصور کیا جائے گا لہذا جس شخص سے گناہ سرزد ہو اسے فوراً توبہ کرنی چاہیئے"۔ [4]

ایک اور مفسر اس کو یوں بیان کرتے ہیں کہ

"جہالت کے معنی عربی میں صرف نہ جاننے کے نہیں آتے بلکہ اس کا غالب استعمال جذبات سے مغلوب ہو کر کوئی شرارت یا ظلم یا گناہ کا کام کر گزرنے کے معنی میں ہے۔ اور یہ لفظ عام طور پر علم کی بجائے حلم کی ضد کے طور پر استعمال ہوتا ہے"۔ [5]

یعنی انسان کے جذبات نے اس کو ابھارا اور وہ نافرمانی پر اتر آیا مگر بعد میں اس کے ضمیر نے ملامت کیا، اللہ تعالی کا خوف دل میں آیا اور شرمندہ ہو کر توبہ تائب ہوا، اللہ اس کا گناہ جو جہالت کی بنا پر ہوا اس کو معاف کرتے ہوئے توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

---

[2]۔ النساء 4 : 17-18

[3]۔ فہم القرآن، میاں محمد جمیل ایم اے، ابو ھریرہ اکیڈمی لاہور، ط اول، ج 1 ص 664

[4]۔ ایضا

[5]۔ تدبر قرآن، آمین احسن اصلاحی، فاران اکیڈمی لاہور، ط اول 1997، ج 2 ص 266

"اللہ تعالی کے اوپر صرف ان کی توبہ کا حق قائم ہوتا ہے۔ جو جذبات سے مغلوب ہو کر کوئی برائی کر لیتے ہیں انہیں کی توبہ اللہ تعالی قبول فرماتا ہے"۔ [6]

آیت کے دوسرے حصہ میں ہے کہ وقت موت سے پہلے توبہ تائب ہو۔ توبہ کا دروازہ انسان کے لیے ہر وقت کھلا ہی رہتا ہے، مگر یہ بات کہ موت کی گھڑی یا ملک الموت کے آنے سے قبل تائب ہو جائے۔ حافظ صلاح الدین یوسفؒ لکھتے ہیں کہ:

"قرآن پاک میں اللہ نے بار بار توبہ کی اہمیت و قبولیت کو بیان فرمایا" [7]

﴿وھو الذی یقبل التوبة عن عبادہٖ﴾ [8]

(وہ رب اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے)۔

﴿الم یعلموا انّ اللہ ھویقبل التوبة عن عبادہٖ﴾ [9]

(کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے)۔

حدیث میں آتا ہے کہ

"إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِر" [10]

(اللہ اپنے بندوں کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک اسے موت چھو نہ لے۔ یعنی جان کنی کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی)۔

آیت اور حدیث مبارکہ میں یہ بات ظاہر ہوئی کہ اللہ تعالی توبہ کو قبول فرماتا ہے اور توبہ یہ ہے آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کیا جائے اور موت کے وقت سے پہلے توبہ کی جائے۔ یقینا یہ تفسیر ایک گناہ گار کے لیے ایک بہت بڑا حوصلہ ہے اور اس کے ذہن کو اطمینان بخشتی ہے اور وہ شخص اپنے گناہوں سے تائب ہونے کے لیے جدوجہد کرتا ہے اور اللہ کے قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ توبہ کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے اور ہر شخص کی توبہ نزع کے وقت سے پہلے قبول ہو سکتی ہے۔ اور نزع سے مراد وہ وقت ہے جب مرنے والے کو دنیا کی بجائے آخرت نظر آنے لگتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

"كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُون" [11]

---

[6]۔ ایضا

[7]۔ القرآن الکریم ترجمۃ و معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃالعربیۃ'صلاح الدین یوسف'شاہ فہد پرنٹنگ کیپلیکس سعودی عرب، ص 160

[8]۔الشوزی 42 : 25

[9]۔ التوبہ 9 : 104

[10]۔ قرآن و تفسیرہ الی اللغۃ الاردیۃ، ص 160/ سنن الترمذي ،محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279هـ)،المحقق: بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي – بيروت،سنة النشر: 1998 كتاب صفة القيامة، ح2499

[11]۔ فہم القرآن،ج 1،ص 265/ سنن ابن ماجہ، ابن ماجہ،أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني (المتوفى: 273هـ)،المحقق: شعيب الأرنؤوط ،،: دار الرسالہ العالمیہ، الطبعة الأولى، 1430 ھ 2009 ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبہ

(آدم کی ساری اولاد خطاکار ہے اور بہترین خطاکار توبہ کرنے والے ہیں)۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین غلطیاں کرنے والے وہ ہیں جو توبہ تائب ہوتے ہیں۔یعنی معافی طلب کرنے والے گناہ کر کے اسی حالت پر قائم رہنے والوں سے کہیں بہتر ہیں۔ایک اور روایت میں فرماتے ہیں کہ

"التَّائِبُ مِنْ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ"[12]

(گناہ سے توبہ کرنے والا' گناہ نہ کرنے والے کے برابر ہو جاتا ہے)۔

توبہ کی شرائط کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"توبہ کرنے والا اپنے گناہ پر نادم ہو، آئندہ گناہ سے رک جانے کا عہد اور گناہ کے اثرات کو مٹانے کی کوشش کرے"۔ [13]

یعنی گناہ کرنے کے بعد آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم، گناہ پر شرمندگی کے ساتھ ساتھ معافی کا طلب گار ہو گا تو یہ توبہ قبول ہو گی اور تب ہی جا کر انسان ذہنی سکون اور اطمینان کی کیفیت سے لطف اندوز ہو گا۔کیونکہ توبہ کا پہلا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے سکون قلب ملتا ہے۔جیسے ملفوظات حکیم حضرت اشرف علی تھانوی میں ہے کہ

"استغفار کی جہاں بارش ہو گی وہاں ہی قلب پر سکون کی بارش ہو گی، آپ توبہ کریں کہ خدا کے آگے گڑگڑانے اور استغفار کرنے کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ دل کو سکون ملتا ہے"۔[14]

اور دوسرے نمبر پر یہ مثال دیتے ہیں کہ

"جس طرح بارود کے ڈھیر کو معمولی سی دیاسلائی جلا کر ختم کر دیتی ہے۔اسی طرح بارگاہ خداوندی میں ندامت کے دو آنسو عمر بھر کے تمام گناہوں کو ختم کر کے رکھ دیتے ہیں نیز گناہوں سے پاکیزگی کے لیے توبہ واستغفار کو وہ صابن قرار دیتے ہیں"۔[15]

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيْعاً إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيْمُ﴾[16]

(میری (جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، تم اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو جاؤ، بالیقین اللہ تمام گناہوں کو بخشش دیتا ہے۔واقع ہی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے)۔

---

[12]۔ایضا/سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبہ

[13]۔ایضا

[14]۔لوٹ آو اللہ کی طرف المعروف سکون قلب، از افادات اشرف علی تھانوی ودیگرؒ، مشتاق بک سنٹر لاہور ص 231

[15]۔ایضا ملخص

[16]۔الزمر 39 : 53

یہ آیت مبارکہ اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کے لیے ہے جو گناہوں کی زندگی بسر کرنے کے بعد بخشش و معافی کے امیدوار ہیں، بڑی حوصلہ افزا، امید اور اطمینان بخش ہے جیسا کہ حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

"اس آیت میں اللہ کی وسعت کا بیان ہے۔ اسراف کے معنی گناہوں کی کثرت اور اس میں افراط ہے۔ (اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو) کا مطلب ہے ایمان لانے سے قبل یا توبہ استغفار کا احساس پیدا ہونے سے پہلے کتنے ہی گناہ کیے ہوں، انسان یہ نہ سمجھے کہ میں تو بہت زیادہ گنہگار ہوں، مجھے اللہ کیونکر معاف کرے گا؟ بلکہ سچے دل سے ایمان قبول کرے گا یا توبۃ النصوح کرے گا تو اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف فرمادے گا"۔[17]

اس آیت کریمہ کے نزول نے ان لوگوں کو تسلی دی اور ذہنی تسکین بہم پہنچائی کہ اسلام قبول کر لینے سے سابقہ تمام تر گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔ اس آیت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جانتے، بوجھتے اور سمجھتے ہوئے گناہ اس امید پر کرنا کہ اللہ معاف فرمانے والا ہے۔ ایسا فعل موجب سزا ہو گا۔ یہاں مفسر ہذا نے سورۃ الحجر کی اس آیت کا اشارہ بھی دیا ہے کہ

﴿نَبِّئْ عِبَادِيْ أَنِّيْ أَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾[18]

(میرے بندوں کو آگاہ کر دیں میں بہت بخشش والا اور رحم کرنے والا ہوں)۔

دوسرے مفسر کے بقول اللہ نے اپنے بندوں کو بہت دِل رُبا انداز میں بلایا ہے۔ جنہوں نے بہت بڑے بڑے جرائم کیے ہیں۔ جیسے فرمایا کہ:

"اے میرے بھٹکے ہوئے بندو! تمہیں مایوس ہونے اور کہیں جانے کی ضرورت نہ ہے آ و میری بارگاہ میں آجاؤ تم جیسے بھی ہو میرے بندے ہو میری رحمت بے کنار ہے۔ لہذا میری رحمت سے مایوس نہیں ہونا، یقین کرو میں تمھارے تمام کے تمام گناہ معاف کر دوں گا۔ کیونکہ میں معاف کرنے والا مہربان ہوں"[19]

لیکن بقول شاعر۔[20]

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

راہ دکھلائیں کسے کوئی راہرو منزل ہی نہیں

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم بارگاہ الٰہی میں نادم ہو جائیں تب ہی بات بنے گی۔ اب اس سے بڑھ کر ذہنی اطمینان و سکون والی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

---

[17]۔ قرآن و تفسیره الی اللغة الاردية، ص1307

[18]۔ الحجر 15 : 39

[19]۔ فہم القرآن، ج5، ص635

[20]۔ جواب شکوہ، علامہ اقبال

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهاً آخَرَ﴾[21]

(وہ لوگ! جو اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں پکارتے)۔

اور

﴿ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۔ وَکَانَ اللهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴾[22]

(مگر جس نے توبہ کی اور نیک اعمال کیے یہی وہ لوگ ہیں، اللہ تعالی جن کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے)۔

"یعنی آپ ﷺ نے ایک آیت کے ساتھ دوسری آیت جوڑی اور بتلایا کہ معافی کی صورت ہر حال میں ہے"۔[23]

بس شرط یہ ہے کہ توبہ صحیح معنوں میں کی جائے تاکہ توبہ کے فوائد کو کما حقہ سمیٹا جاسکے۔ قرآن کریم میں سورۃ طٰحہ آیت ۲۸ کے تحت مفسر لکھتا ہے:

﴿وَإِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً ثُمَّ اہْتَدَی﴾) [24]

مغفرت کے لیے چار شرطیں ہیں:

۱۔ توبہ: یعنی سرکشی و نافرمانی یا شرک و کفر سے باز آنا۔

۲۔ ایمان: یعنی اللہ تعالی اور رسول ﷺ اور کتاب اور آخرت کو صدق دل سے مان لینا۔

۳۔ عمل صالح: یعنی اللہ تعالی اور اس کی ہدایت کے مطابق نیک عمل کرنا۔

۴۔ راہ راست پر ثابت قدم رہنا اور پھر غلط راستے پر نہ جا پڑنا۔[25]

مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ توبہ کی جائے تو یقیناً اللہ کریم توبہ قبول فرماتے ہیں۔ گناہ نیکیوں میں بدل دیتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَن تَابَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَإِنَّهُ یَتُوبُ إِلَی اللَّهِ مَتَابا﴾[26]

(جو شخص توبہ کر کے نیک عمل اختیار کرتا ہے وہ اللہ کی طرف پلٹ آتا ہے جیسا کہ پلٹنے کا حق ہے)۔

[21] ۔الفرقان 25 : 68

[22] ۔الفرقان 25 : 71

[23] ۔ ملخص فہم القرآن، ج5، 637

[24] ۔ طحہ 20 : 82

[25] ۔ تفہیم القران ج3، ص112

[26] ۔الفرقان 25 : 71

یعنی فطرت کے اعتبار سے بھی بندے کا اصلی مرجع اللہ مالک الملک کی بارگاہ ہے اور اخلاقی حثیت سے بھی وہی ایک بارگاہ ہے جس کی طرف اسے پلٹنا ہے۔اور نتیجہ کے اعتبار سے بھی اسی بارگاہ کے حضور پلٹنا مفید ہے۔ورنہ دوسری کوئی جگہ نہیں جہاں رجوع کرکے سزا سے بچ سکے یا ثواب پا سکے۔بندہ مومن توبہ کرتا ہے اور اس امید کے ساتھ کہ اس نے رب تعالیٰ کے پاس بھی جانا ہے تو یہ بات اس کے لیے مزید قابل اطمینان اور تسلی بخش ہے۔ماں کی محبت اللہ کریم کی رحمت کو محسوس کرنے کے لئے ہماری مدد کرتی ہے۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔[27]

جہاں میں نہ کہیں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی

میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

قرآن اور مسابقت

قرآن کریم نے اللہ کے بندوں کو دو مقامات پر آپس میں مسابقت (مقابلے) کی دعوت دی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسَارِعُواْ إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْن﴾[28]

(اللہ سے بخشش اور جنت کے حصول میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو (مقابلہ کرو) وہ جنت جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمیں کے برابر ہے جو متقین کے لیے تیار کی گئی ہے)۔

احتشام الحق کاندھلوی ؒ صاحب لکھتے ہیں کہ

"انسان کے لیے نہایت تسلی اور تشفی ہے کہ اپنے گناہوں اور خطاؤں سے گھبرائے نہیں بلکہ حق تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہو کر اس سے مغفرت طلب کرے اس کے لیے کوئی بھی چیز دشوار نہیں اور اس کی رحمت کے سامنے گناہوں کی کثرت کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی"[29]

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ

"توبہ کرنے سے مراد ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنا، اور ایمان لانے سے مراد اپنے رب پر ایمان لانا ہے"۔[30]

---

[27]۔ علامہ اقبال، غزل کا نام "کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں"

[28]۔آل عمران 3 : 133

[29]۔ حقیقت ذکر، احتشام الحق کاندھلوی، مشتاق بک سنٹر لاہور، ص138

[30]۔ تفسیر مظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ج8، ص489

انہوں نے بھی اسی بات کا حوالہ دیا ہے:(وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهاً آخَر...)[31]۔ان آیات کے متعلق ہی (قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوا...)[32]۔ بھی نازل ہوئی تو مشرکین مکہ نے کہا کہ ہم نے ناحق قتل بھی کیے ہیں، دوسرے معبودوں کی عبادت بھی کی ہے اور بے حیائی (زنا) کا ارتقاب بھی کیا ہے۔ ہم مسلمان ہوئے تو ہمارا کیا ہو گا؟ اس پر یہ آیت (إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ...) [33]۔نازل ہوئی۔[34]

یقیناً یہ بات ان مشرکوں اور کافروں کے لیے باعث اطمینان بن گئی جب وہ اسلام قبول کرنے کا ارادہ رکھتے تھے مگر پہلے کیے ہوئے گناہوں سے ڈر رہے تھے۔ اب اللہ نے ان کے لیے آسانیاں پیدا فرماتے ہوئے ان کے ایمان لانے کی راہ آسان فرما دی اور اسلام قبول کرنے کے ساتھ ساتھ اطمینان اور سکون بھی تاحیات ملا کہ پرانے گناہ ختم ہو گئے ہیں ان میں کوئی محاسبہ نہ ہو گا۔

جیسا کہ علامہ بغویؒ کے حوالہ سے قاضی صاحب ج8 پہ لکھتے ہیں کہ

"رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم دو سال تک آیت (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهاً آخَر...)[35]۔تک پڑھا کرتے تھے پھر دو سال بعد یہ حصہ نازل ہوا "إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ..."[36]۔اور آیت "انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تأخر"[37]۔کے نازل ہونے پر اتنا خوش رسول اکرم ﷺ کو دیکھا اتنا خوش میں نے حضور ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا تھا"۔[38]

یعنی معافی اور توبہ کے متعلق آیت کا نازل ہونا ہمارے نبی ﷺ کے لیے خود باعث تسلی و اطمینان ثابت ہوا اور آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا کہ وہ لوگ جو اسلام قبول کرنے سے پیچھے تھے وہ بھی آسانی سے اسلام قبول کر سکیں گے۔ گویا آپ ﷺ کے لیے لوگوں کا اصلاح کرنا بھی باعث طمانیت تھا۔ اور جب بندہ مسلمان ہو گیا اور خطائیں بھی معاف ہو جائیں تو باری تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ

﴿وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُواْ فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُواْ أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُواْ اللّهَ فَاسْتَغْفَرُواْ لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلاَّ اللّهُ وَلَمْ يُصِرُّواْ عَلَى مَا فَعَلُواْ وَهُمْ يَعْلَمُون﴾[39]

[31]۔الفرقان 25 : 71

[32] ۔ الفرقان 25 : 68

[33] ۔ الزمر 39 : 53

[34]۔ تفسیر مظہری، ج8، ص489

[35]۔الفرقان 25 : 71

[36] ۔ الفرقان 25 : 68

[37] ۔ الفرقان 25 : 71

[38]۔ تفسیر مظہری، ج8، ص490

[39]۔آل عمران 3 : 135

(اور وہ لوگ جب کوئی بے حیائی کا کام یا اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھیں تو اللہ کو یاد کرتے ہوئے اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور کون ہے اللہ کے سواء گناہوں کو بخشنے والا اور وہ لوگ اپنے کیے ہوئے (گناہوں) پر جانتے ہوئے ڈٹے نہی رہتے)۔

بہت بڑی اطمینان والی بات ہے کہ گناہ ہو گیا تو پریشانی لاحق ہو جاتی ہے فرمایا کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرتے ہوئے استغفار کریں اللہ معاف فرمائے گا۔ جیسا کہ ایک مفسر لکھتے ہیں:

"نیک لوگ منصوبہ بندی کے ساتھ گناہ کا ارتقاب نہیں کرتے اور نہ ہی وہ شیطان کی طرح اپنی غلطی پر اسرار کرتے ہیں بلکہ وہ تو اپنی غلطی کا اعتراف اور اس پر استغفار کرتے ہیں۔ اور ان کا صلہ ان کے رب کے ہاں بخشش اور جنت ہے جس کے نیچے نہریں چلتی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ لوگ بہترین اجر پائیں گے"۔[40]

مومن لوگ جان بوجھ کر تو گنانہ نہیں کرتے پھر سہواًیا غلطی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو وہ پریشان ہو جاتے ہیں مومنوں کو ذہنی سکون بہم پہنچانے والی یہ آیت مبارکہ اللہ نے نازل فرمائی۔ جیسا کہ مولانا کیلانی فرماتے ہیں:

"پرہیز گار لوگ دیدہ دانستہ نہ کوئی برا کام کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں بلکہ سہواً بتقاضائے بشریت ان سے ایسے کام سرزد ہو جاتے ہیں اور جب انہیں غلطی کا احساس ہو جاتا ہے تو فوراالله کی طرف رجوع کرتے ہیں اور معافی مانگتے ہیں"۔[41]

مگر یہاں پر اسی مفسر نے یہ بھی ضروری وضاحت فرمائی ہے کہ

"اگر برائی کا یا غلطی کا اثر صرف اپنی ذات تک محدود ہو تو پھر اللہ تعالی غفور رحیم ہے وہ یقینا معاف فرمادے گا۔ لیکن اگر اس کا اثر دوسروں کے حقوق پر پڑتا ہو تو اس کی تلافی کرنا یا اس شخص سے قصور معاف کروانا ضروری ہے۔ اور یہ استغفار (توبہ) کی اہم شرط ہے"۔[42]

معافی مانگنے اور اللہ تعالی سے توبہ تائب ہونے کے لیے جو سوالات بندوں کے ذہن میں آسکتے ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کیا دوبارہ گناہ کر کے بھی معافی مل سکتی ہے؟ یا کتنی بار معافی مل سکتی ہے۔ اس کی تفسیر کرتے ہوئے اسی مفسر نے جواب دیا ہے:

"گناہ پر اسرار کرنا یا استغفار کرنے کے بعد بھی گناہ ہی کرتے جانا اصل گناہ سے بڑا گناہ ہے۔ اور جو لوگ یہ کام کریں وہ یقینا متقی نہیں ہوتے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک گناہ سرد ہو گیا تو اس کی معافی مانگ لی۔ پھر دوسرا ہو گیا اس کی بھی معافی مانگ لی، پھر کوئی اور ہو گیا تو اس کی بھی معافی مانگ لی، اسی طرح اگر دن میں ستر بار بھی معافی مانگی جائے تو اللہ معاف فرما دیتا ہے"۔[43]

---

[40]۔ فہم القرآن، ج1، ص570-571

[41]۔ تیسیر القرآن، مولنا عبد الرحمان کیلانیؒ، مکتبہ السلام لاہور، ج1، ص288

[42]۔ تیسیر القرآن، ج1، ص289

[43]۔ ایضا

اللہ تعالی نے توبہ کو بے حد پسند فرمایا ہے۔ قرآن پاک میں کئی مقامات پر ترغیب دی ہے کہ توبہ تائب ہو جاؤ، گناہوں سے معافی مانگ لو، میرے بندے توبہ کرنے والے، میری رحمت میرے غضب پر بھاری ہے جیسی ترغیبات کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں یہ بھی فرمایا کہ

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّاراً۔ يُرْسِلِ السَّمَاء عَلَيْكُم مِّدْرَاراً۔ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِيْنَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَاراً﴾[44]

(پس کہا میں نے کہ مغفرت مانگو اپنے پروردگار سے بے شک وہ مغفرت کرنے والا ہے۔ تم پر بارش برسائے گا بکثرت اور تم کو مال و اولاد سے نوازے گا۔ بنائے گا تمہارے لیے باغات اور جاری کر دے گا تمہارے لیے نہریں)۔

یہ آیت کریمہ بندہ مومن کے ذہنی سکون و اطمینان، فرحت و خوشی کے لیے بڑی ترغیب ہے کہ توبہ و استغفار کرنے سے درج ذیل فوائد بیک وقت مل رہے ہیں۔

۱۔ قحط سالی دور ہونا۔

۲۔ مال کا ملنا۔

۳۔ اولاد کی نعمت کا عطا ہونا۔

۴۔ جنت کا ملنا۔

۵۔ نہروں کا جاری ہونا۔

خلاصہ:

دنیا کی بڑی نعمتوں میں سے مال اور اولاد کا ملنا ہے۔ اور انسان سب سے زیادہ انہی دو چیزوں کا متمنی رہتا ہے۔ فخر کے بھی یہی اسباب ہیں۔ لا محالہ خوشی اور تمانیت بھی انہی کو سمجھتا ہے۔ آخرت میں جنت کا ملنا کامیابی کی معراج ہے اور بھی تسکین کی علامت ہے۔ ایک کام کرنے سے جب اتنا سارا سکون اور اطمینان ملے تو کیوں نہ توبہ و استغفار کو اپنا وظیفہ بنا لیا جائے۔ آیئے توبہ تائب ہونے اور استغفار کرنے میں جلدی کریں۔ اللہ تعالی کی طرف سے دنیاوی اور آخروی انعامات کے ساتھ ساتھ اللہ سبحانہ و تعالی کا قرب' اس کی محبت' حقیقی اطمینان اور سکون حاصل کریں۔

---

[44] ۔ نوح 71 : 10